نصیر ترابی کی شاعری میں حضرت حر کا کردار

ساجد علی، پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اردو، جامعہ پشاور

ڈاکٹر فرحانہ قاضی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اردو جامعہ پشاور

ABSTRACT:

NaseerTurabi had been a major urdu poet is known for poems and more so in the genre of Ghazal wherein he creates novelty and traditions anew. He focuses on religious aspects of poem (Nazam) and predominantly broods of elegy; poetry composed on the death of a great persona. In elegy, he particularly concentrates on the genre of "Salam "; a type of tribute and homage in elegy to a religious character who in this case is HazratHurr (a faithful disciple of Imam Hussain RA).The term "Hurr " in urdu literature has been derived from the follower of Imam Hussain (RA) named "Hurr " . It literally means "Free Man” , a person who is slave to none whereas the term "Hurriyiat " derived from "Hurr " means "attaining freedom from slavery.

"Hurriyiat " signifies a thinking and attitude wherein one has to live by the principle of freedom of conscience, making efficient and immediate decision within a short span of time, standing by the side of truth against the "Untruth " . His fidelity to HazratHussain (RA), the symbol of righteousness made him stand steadfast. He refused to yield before the forces of evil and achieved universality. He became a beacon of righteousness to be followed by succeeding generations. This was what Naseerturabi focused on in his "Salam " in elegy tradition. He attempted to give a message of distinction of the righteous and truth from the unrighteous and falsehood so that the readers and listeners may receive inspiration and adopt his model in their lives to pave the way for the establishment of a society based on truth and struggle for freedom of conscience.

Key Words: Ghazal, Persona, Elegy, Imam Hussain RA, Hurr, Untruth, Broods, Hurriyiat

اُردو ادب میں لفظ حُراور حُریت کا مفہوم حضرت حُر کے کردار سے اخذ کیا گیا ہے۔لفظ حُر کے لغوی معنی "آزاد شخص "جو کسی کا غلام نہ ہو ، جبکہ حُریت کے "غلامی کے بعد آزادی"(ا) کے ہیں۔

حُریت ایک ایسے فکری رویے کا نام ہے جس میں ضمیر کی حریت کے تحت جیا جائے۔ معاشرتی اور سماجی زندگی میں پائے جانے والے تضادات اور نا قابل برداشت جابرانہ اقدامات کی بے اعتدالیوں کے خلاف علم بغاوت بلند کرنا ہے۔ حریت ضمیر سے جینے کی تمنا اور اس کے زیر اثر عملی اور فکری تبدیلی کا نام ہے۔ اس کے بر عکس جی حضوری اور بغیر کسی چوں وچرا کے ہر حکم کو مان لینا، خود کی فکر وسوچ اور کردار و عمل محدود و مسدود ہونا، فکری و عملی غلامی کی علامت ہے۔

مذکورہ دونوں رویوں کا اُردو شاعری پر گہرا اثر رہا ہے۔ اُردو شاعری میں حریت فکر کی مضبوط اور توانا روایت رہی ہے، ہمیشہ سے معاشرتی، سماجی اور سیاسی استبداد کے خلاف حریت فکر کی آواز بلند ہوئی۔ ظلمتوں میں ضیاء پاشی کی روایت جعفر زٹلی سے شروع ہوئی، میر و سودا سے ہوتے ہوئے غالب وحالی اور اکبر تک پہنچی، مولانا ظفر علی خان اقبال فیض ن م راشد اور دیگر جدید شعراء کے ہاں معاشرتی سماجی اور سیاسی امور کے خلاف شدید فکری احتجاج دیکھا جا سکتا ہے۔ حق وصداقت اور باطل کے مقابلے میں سچائی کا ساتھ جدید وقدیم شاعری کا اہم فکری زاویہ ہے۔ دراصل لفظ "حُر" حریت "اُردو ادب میں ایک استعارہ بلکہ علامت کے طور پر ہمیشہ استعمال ہوتا آرہا ہے اس کے پس پشت جناب حُر کا عملی وفکری مفہوم اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے ضمیر کی فکری آزادی اور باطل کی بجائے حق کا ساتھ دینا اور تمام مصائب کاڈٹ کر مقابلہ کرنا اُردو شاعری میں حُر کے مفہوم سے اخذ ہے۔

اُردو کی رثائی شاعری میں جہاں اہل بیت کی شہادت کے دل دوز قصے رقم ہوئے ہیں وہاں اہل بیت کے انصار نے بھی جان ومال کی قربانی دے کر خود کو ہمیشہ کے لیے امر کیا۔ اُردو سلام میں انھیں زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ ان انصار اور جانثاروں نے باطل قوتوں کے خلاف حق و سچائی اور صداقت کا ساتھ دیا اور کسی بھی مرحلے پر ان کا حوصلہ و ہمت متزلزل نہیں ہوئی۔ بہادری اور جوانمردی سے میدان میں اُترے اور اپنی جان کے نذرانے پیش کیے۔ ان رفقاء میں ایک اہم نام حُر کا بھی ہے۔ اُن کا اصل نام حُر بن یزید بن الناجیہ التمیمی الریاحی جب کہ حُر بن یزید الریاحی کے نام سے مشہور تھے۔ نصیر نے اپنے سلاموں میں جنگی حکمت عملی کی مختلف کیفیات اور کشمکش کا عمدگی سے بیان کیا ہے۔ صف بندی کے دوران حر کا فیصلہ بدلنے کا ارادہ اور بعد میں عملی طور پر حضرت حسین کی اقتدا کا فیصلہ نصیر کی شاعری کا اہم موضوع ہے۔ ابتداء میں حُر حضرت حسینؓ کے مدمقابل لوگوں میں سے تھے اور مخالف فوج کی سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ حُر کو ایک ہزار (۱۰۰۰) کا لشکر دے کر حضرت حسینؓ کو کوفہ لانے کا حکم ملا۔ حُر نے لشکر کی مدد سے حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو میدان کربلا لے جا کر وہاں محاصرہ کیا۔ حُر کا ارادہ قطعاً جنگ و جدل کا نہ تھا لیکن معاملات جب بگڑے تو انھوں نے اپنے لشکر سے کنارہ کشی اختیار کی اور

حضرت حسینؑ سے معافی کے خواست گار ہوئے۔آپؑ نے معاف فرمایااور یوں معرکہ کربلا کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اپنا مقدر بدلنے کی سعادت حاصل کی۔اس حوالے سے جمیل انجم لکھتے ہیں:

"۷۔ محرم کو حسینؑ کا پانی بند کر دیا گیا۔ حر کے سامنے حسینؑ اور یزید دونوں کی شخصیت تھی۔ یزید کے لیے کام کرنے میں مادی آسودگی، جاہ و جلال، دولت و قدر و منزلت تھی۔ حسینؑ کی طرف صداقت اور امانت کا علم تھا جس کی وہ حفاظت کر رہے تھے۔ مادی فائدہ نہ تھا۔ حر اسی کشمکش کا شکار ہوا۔ مادی اور حق و انصاف کے مابین رسہ کشی جاری رہی۔ آخر کار کشمکش ختم ہوئی۔ شر کی قوت مغلوب ہو گئی۔ حر خیر کی طرف چلے آئے۔"(۲)

نصیر نے سلام کے مختلف اشعار میں حُر کی اس دلی کیفیت کا ذکر کیا ہے کہ حسینی قافلے کو یہاں تک لانے کا ذمہ دار اور قصور وار میں ہوں۔اسی احساسِ گناہ اور قلبی بے چینی کے سبب باطل لشکر سے علیحدگی اختیار کی اور حق کا راستہ چنا۔ یومِ عاشور کے دن حُر نے حضرت حسینؑ سے سب سے پہلے جنگ میں شرکت کی اجازت چاہی اور انتہائی بہادری اور جرات سے لڑے۔ یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ شہادت سے کچھ لمحے پہلے نیم بے ہوشی کے عالم میں حُر کا سر مبارک زخمی تھا۔ جوں ہی ان کی آنکھ کھلی تو سر مبارک حضرت حسینؑ کی گود میں تھا۔ حُر نے فوراً اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ ماتھے سے خون آنکھوں میں بہہ رہا ہے جس کی وجہ سے آپ کا چہرۂ انور نہیں دیکھ پا رہا۔ حضرت حسینؑ نے فوراً رومال نکالا اور آنکھیں صاف کیں اور وہی رومال ان کے ماتھے پر باندھ دیا۔آپؑ نے فرمایا حُر! تم بڑے خوش قسمت ہو۔ یہ رومال میری والدہ ماجدہ (حضرت فاطمہ زہراؑ بنت محمد ﷺ) کے ہاتھ کا بُنا ہوا ہے۔ حالتِ نزع میں حضرت حُر نے ایک محبت بھری نگاہ آپؑ پر ڈالی اور حُر کی روح جسم خاکی سے پرواز کر گئی۔ یوں جناب حُر صحبتِ اہلِ بیت و اطاعتِ اہلِ بیت اور حق و باطل کے معرکے میں شہادت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہوئے۔ نصیر نے متعدد اشعار میں حر کے اس واقعے کو یوں پیش کیا ہے کہ سارا منظر نامہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور قاری رزم گاہ کی مکمل تصیلات سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ نصیر نے اس تمام تر صورت کو انتہائی فنی چابکدستی سے وقعیت کا رنگ دے کر پیش کیا ہے۔ حُر کی شہادت کا یہ منظر محاکات کا شہکار نمونہ ہے۔

نصیر ترابی کے سلاموں کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو حضرت حسینؑ کے بعد سب سے زیادہ تذکرہ جناب حُر کا ملتا ہے۔ علامہ ساجد نقوی اس حوالے سے کہتے ہیں:

"نصیر کی شاعری میں حضرت حسینؑ کے بعد سب سے زیادہ نمایاں کردار حُر کا ہے۔ حُر میں قوت فیصلہ کی بھرپور صلاحیت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے وقفۂ قلیل میں باطل قوت سے کنارہ کشی اختیار کی اور حق و سچائی کا ساتھ دیا۔ شہادت کو بطور نذرانۂ عقیدت پیش کر کے ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا۔"(۳)

نصیر نے سلاموں میں حضرت حُر کے کردار کو مختلف حوالوں سے پیش کیا ہے۔ حضرت حُر کے دلیرانہ فیصلے سے وہ زندگی کی اعلیٰ اقدار اخذ کرتے ہیں۔ بہادری و جرات، ہمت واستقلال، احساسِ ندامت، اقتدائے حسینؑ، سچائی و حق پرستی، باطل قوتوں سے کنارہ کشی، وفاداری، خوش نصیبی، قوتِ فیصلہ اور محرمِ رازِ حیات جیسی اعلیٰ صفات اُن کی ہستی میں موجود تھیں۔ ناصر علی اس حوالے سے کہتے ہیں:

"نصیر کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے حر کے کردار کی پیش کش میں کسی قسم کے غیر فطری پہلو کو نہیں تراشااور نہ ہی انھیں خرقِ عادت کمالات کا مجموعہ بنا کر پیش کیا ہے بلکہ حر کے کردار میں انسانی خصوصیات نظر آتی ہیں۔ عظمتِ کردار کے علاوہ جرات و بہادری، حق و صداقت اور اپنی غلطی پر ندامت کرنے والے کھرے انسان کی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ حر کے کردار کی تمام تر تفصیلات نصیر کے ہاں انتہائی جامع انداز میں ملتی ہیں۔"(۴)

نصیر اپنے سلاموں میں حُر کے کردار کے ذریعے معاشرتی و سماجی زندگی میں تبدیلی لانے کے خواہاں و علم بردار نظر آتے ہیں۔ حُر کے کردار سے پتہ چلتا ہے کہ انسان بعض اوقات غلطی کر بیٹھتا ہے لیکن اگر اس کا بروقت ازالہ کیا جائے یا اپنی غلطی کا احساس ہو جائے تو جلد اس سے کنارہ کشی اختیار کی جائے اور نیکی کا ساتھ دیا جائے۔ دراصل سماجی و معاشرتی زندگی میں بعض اوقات فیصلہ کا بہت کم وقت ملتا ہے۔ انسان سوچتا زیادہ ہے اس لیے فیصلہ نہیں کر پاتا۔ یہی چیز اسے زندگی میں ناکامی کی راہ دکھاتی ہے۔ بروقت فیصلے سے بہت سے مسائل اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں اور انسان ذہنی و قلبی سکون حاصل کرتا ہے۔ نصیر کے ہاں حُر کے اس اقدام کا بھرپور اور توانا حوالہ ملتا ہے اس حوالے سے سراج حسین آغا کہتے ہیں۔

"نصیر کے سلاموں میں جابجا لفظ حر لغوی اور اصطلاحی معنوں میں مستعمل ہے۔ یوں تو سلام میں نصیر جناب حر کے واقعاتی عمل سے منظر نامہ واضح کرتے ہوئے نظر آتے ہیں لیکن لفظ حر کئی جگہوں پر حریت کے مفہوم کے طور پر لیا گیا ہے۔

نصیر معاشرے اور سماج کی باطل قوتوں کے خلاف ڈٹ جانے کا پیغام اسی کے ذریعے دینا چاہتے ہیں۔ غلطی کا ازالہ حق گوئی اور سچائی کا ساتھ دینے ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ یہی امر حر کے عمل سے عیاں ہے۔"(۵)

نصیر نے حُر کے کردار کی پیش کش میں جذبات نگاری کو خاص اہمیت دی ہے۔ عموما وہ احساسات و جذبات جو دل میں مخفی ہوتے ہیں اُن کی تصویر کھینچنا مشکل ہوتا ہے نصیر نے کمال مہارت سے حُر کے مختلف افعال کو فن کارانہ انداز میں یوں پیش کر دیا ہے کہ تمام صورت حال آنکھوں کے سامنے پھیر جاتی ہے۔ رزم گاہ کے حالات و وقعات جن میں حُر کو پیش کرنا مقصود ہوتا ہے نصیر ان کو جذبات سے مملو کر دیتے ہیں۔ نصیر کی یہ جذبات نگاری زندگی کے تقاضوں سے اتنی ہم آہنگ ہے کہ قاری اور سامع ان جذبات واحساسات کی رو میں بہنے لگتا ہے۔ جذبات نگاری میں نصیر ان مثالی کرداروں کو انسانی تقاضوں سے یوں ہم آہنگ کرتے ہیں کہ اِن کے مثالی اور تاریخی ہونے میں شبہ تک نہیں ہوتا۔

نصیر کی شاعری کا اہم پہلو حُر کے کردار میں وفاداری کا جذبہ ہے۔ نصیر کے مطابق اگرچہ حُر کی وفاداری کا عرصہ قلیل ہے لیکن اس مختصر وفاداری نے بھی حر کو ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔ اس وفاداری کا برعکس پہلو مخالفوں کے ہاں غداری کا تصور ہو گا لیکن وہ اتنا مستحکم اور پائیدار نہیں، جتنا یہ مستحکم اور پائیدار تصور ہو گا۔ حق و باطل کے معرکے میں کوئی وفادار تو کوئی بے وفا ٹھہرتا ہے لیکن حُر نے عین موقع پر جس وفاداری کا مظاہرہ کیا اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ یہی وفاداری انسان کی عظمت و اعلیٰ اقدار کا پتہ دیتی ہے۔ ایک طرف جاہ و جلال، حشمت و صولت اور دوسری طرف بے سر و سامانی اور مفلسی و لاچاری ہو تو اسی صورت حال میں دوسری حالت کو قبول کرنا واقعی وفاداری کی اعلیٰ مثال ہے۔

انسان جب سچائی و حق پرستی کا ساتھ دیتا ہے تو خواہ وہ ساتھ کتنا ہی مختصر کیوں نہ ہو اس کا اجر وصلہ اسے ضرور ملتا ہے۔ حضرت حُر کے کردار میں نصیر اسی خصلت کو اپنے معاشرے کے سامنے رکھتے ہیں کہ سچائی و حق پرستی کے لیے وقفۂ قلیل بھی کافی ہوتا ہے۔ بلند و بالا مقام و مرتبہ اس سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حق پرستوں کا ساتھ دینا اگرچہ مختصر ہی کیوں نہ ہو، ابدی کامیابی دلا سکتا ہے۔ حق اور باطل قوتیں ہمیشہ ایک دوسرے کے خلاف بر سرپیکار رہتی ہیں۔ باطل قوتیں ہمیشہ حق کو دباتی ہیں لیکن حق دبنے کی بجائے مزید قوت حاصل کرتا ہے۔ باطل کی کامیابی وقتی اور اس کے نتائج دوررس کامیابی کی دلیل نہیں ہوتے جبکہ حق کی کامیابی دیرپا اور اس کے نتائج دوررس کامیابی کی دلیل ٹھہرتے

ہیں۔ حق پرستی معاشرتی و سماجی زندگی میں تبدیلی اور اس کو راہ راست پر لانے کے لیے انتہائی اہم ہے۔ یہی قوموں اور معاشروں کی کامیابی کی کلید ہے۔ یہ وہ اصول ہیں جو نصیر جناب حُر کے کردار سے اقدار اخذ کرتے ہیں۔

نصیر کو ارد گرد کے ماحول میں بھی ان جیسے حالات دکھای دیتے ہیں ان مشکل اور کٹھن حالات میں حر کا کردار و عمل حالات کے دھارے کو درست سمت فراہم کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تو وہ سلام میں اعلیٰ اقدار والی شخصیات کا تذکرہ کرتے ہیں تو دوسری طرف اُن کے عمل و کردار کو سامنے لا کر موجودہ حالات کو بھی تبدیل کرنے کے خواہاں نظر آتے ہیں۔ جدید دور کے سلام نگاروں نے بھی یہی روش اختیار کی جس سے سلام کا فکری دائرہ مزید وسیع ہو رہا ہے۔ نصیر کا کمال یہ ہے کہ وہ سلام کہتے وقت پوری توجہ کردار کے افعال و اعمال پر دیتے ہیں اور ان کے بطون میں چھپی خاصیت کو ہمارے سامنے لاتے ہیں۔ یوں اس کا قاری بھی اس کا ہمنوا اور ہم خیال بن جاتا ہے۔

نصیر کے سلاموں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ حُر کے کردار سے آئندہ نسلوں کو بھی باخبر کرانا چاہتے ہیں۔ حُر کی حق کی طرف رجعت ایک مثبت رجعت تھی۔ وہ اپنی غلطی کو تسلیم کرنے کے بعد حق کا راستہ اپناتے ہیں اور دل میں باطل کے رویے کے خلاف علم بغاوت بلند کرتے ہیں۔ باطنی کشمکش میں وہ ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے باطل سے کنارہ کشی اختیار کر لیتے ہیں اور آخری وقت میں جب کہ ان کو مخالف قوت کا پورا اندازہ ہوتا ہے حضرت حسینؓ کے قافلے میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ ان کی جوانمردی اور ہمت و جرات اور حق کے لیے انتہائی بڑی قربانی تھی جو انھوں نے پیش کی اور سرفرازی حاصل کی۔

الغرض نصیر کے سلاموں میں حُر اور اس کے فعل و عمل سے جڑے تمام پہلو اعلیٰ اقدار کا پتہ دیتے ہیں نصیر ان کے ذریعے معاشرتی اور سماجی جبر و استبداد کے خلاف ڈٹ جانے کا درس دیتے ہیں۔ نصیر نے لفظوں کی مدد سے حُر کے کردار کے تمام پہلوؤں کی مصورانہ تصویر کشی کی ہے۔ اس ضمن میں نصیر ترابی کے اشعار ملاحظہ ہوں:

کھلا ہے ڈوب کے یہ رازِ ہم کناری حُر
کس آبرو سے کنارہ ملا سفینوں کو(۶)

یہ راز حسنِ بقا حُر کے فیصلے سے کھلا
کہ زیست ایک ہی لمحے پہ حصر کر تی ہے(۷)

حُر کا یہ مرحلہ ہی حُر جانے
قرب کیوں کر ہے فاصلہ کیا ہے(۸)

لہو کی رو میں وفا تھی تو دیکھنا حُر کو
اُدھر سے آیا اِدھر موج پر ہوا کی طرح (۹)
وہ دیکھو چلا حُر سوئے میر کوثر
زمینوں کو یوں آسماں کھینچتے ہیں(۱۰)
سرِ حر کو زانو پہ شہ نے رکھا
زمیں سے قریں آسماں کر دیا(۱۱)
رخصت حر بھی عجب سلسلۂ رخصت ہے
معنیٔ حبتِ غزالاں پسِ رم کھلتے ہیں(۱۲)
حُر سے حُرکہہ کے چلا خیمۂ مولا کی طرف
رے کے سودے میں یہی اب تہیہ اپنا(۱۳)
کہہ کہ یہ نوش کیا آبِ شہادت حُر نے
ایسے دریا سے تو ہے تیغ کا اچھا پانی(۱۴)
فیصلے کا ہے ایک پل ورنہ
سوچنے کو تو عمر ساری ہے(۱۵)
دو قدم رہ گیا ہے خیمۂ شاہ
حر پہ یہ وقت کتنا بھاری ہے(۱۶)
تمھیں ناز تھا حر پہ حق دشمنو
سو دیکھو کہ وہ بھی تمھارا نہیں(۱۷)
حر بھی نکلا محرم راز حیات
زندگی کے بعد زندہ رہ گیا(۱۸)
یہ جو اکبر اذان دیتے ہیں
حر کو گویا امان دیتے ہیں(۱۹)
سرکشی طرۂ وفا ٹھہرے
حر سا شہ کا غلام ہو تو سہی(۲۰)

چلا جو حر تو ہوئی بے حواس طاقت شر
یہ حر چلا نہیں، لشکر کوئی روانہ ہوا(۲۱)
ہے حر کی اقتدا میں ترا منتظر نصیر
سن لے یہ استغاثہ احرار، العجل(۲۲)
اے خوشا حال ترا محو ثنا کاریٔ حر
نمکِ خوانِ تکلم سے نمک خواریٔ حر
بار آور ہوئی از بس کہ ریاضت حُر کی
نہر عباس سے ملحق ہے زمینداری حر
ہر گھڑی ایک کڑی منزل پیچاں آئی
مجرئی دیکھ نشیبوں میں بھی ہمواریٔ حر
دمِ گستاخیٔ تکرار سے تا نفرتِ حق
کتنی پُرکار رہی گردش پرکاریٔ حُر
حر کے اقدام کو تاویل سے مسدود نہ کر
ڈھونڈ تہذب میں کچھ رقبۂ آثاریٔ حر
حر ادائی کی روش پہنچے گی نسلاً نسلاً
کربلا تیرا تبرک ہے یہ احراریٔ حر
"کبھی اٹھا، کبھی بیٹھا، کبھی ٹہلا وہ جری"
شبِ عاشور مراحل میں ہے تیاریٔ حر
وقت آغاز گراں وقت ہی انجام بخیر
صبح عاشور ہے یا وقفہ افطاریٔ حر
شاہ بخشش نے جو سینے سے لگایا حر کو
تشنگی میں بھی سوا ہو گئی سرشاریٔ حر
روحِ زہرا نے دعا کی ہے سرہانے آ کر
بنتِ زہرا نے بنا کی ہے عزاداریٔ حر

شہ نے باندھا ہے جو رومال بتولی حر کے
آج مجلس میں رہے جلسہ دستاریٔ حر
مجلس افروز ہے اب میرا تعارف بھی نصیر
میر مونس کی سفارش سے ہوں درباریٔ حر(۲۳)

مندرجہ بالا اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ نصیر کے ہاں حُر کے کردار کی پیش کش بالکل فطری ہے نصیر آیندہ آنے والی نسلوں کے لیے حُر کی شخصیت کو رول ماڈل کے طور پر پیش کرتے ہیں حر کے کردار میں کئی ایک خوبیاں جمع تھیں۔ حق وسچائی کی خاطر حر نے ایک ایسا فیصلہ عین ایک ایسے موقع پر کیا جو جنگ کا انتہائی نازک مرحلہ تھا۔ اگرچہ ایک طرف حر نے سرکشی کی اور اسی سرکشی میں اس کی اعلیٰ ظرفی عیاں ہوئی۔ یہی فیصلہ اس کی خوش بختی کا سبب بنا اور وہ ہمیشہ کے لیے امر ہو گیا اور بقول نصیر 'زندگی کے بعد بھی زندہ رہ گیا' یعنی حق و سچ کا ساتھ دے کر ہی ہمیشہ کی زندگی حاصل کی جا سکتی ہے۔ نصیر اپنے سلاموں میں حر اور حریت کے تمام مفاہیم کو انتہائی منفرد انداز میں پیش کرتے ہیں۔ حریت کے رویوں سے سماجی و معاشرتی اقدار کا احیا اور فروغ ان کا مقصد ٹھہرتا ہے۔ حضرت حر کا سچائی اور حق کا ساتھ اور اس کے برعکس باطل قوت کے خلاف ڈٹ کر کھڑا ہونا اس بات کا غماز ہے کہ حق کسی صورت نہیں چھپ سکتا۔ جیت ہمیشہ حق اور سچائی کی ہوتی ہے۔ باطل کا رعب اور دبدبہ اور جیت وقتی جبکہ حق ہمیشہ کے لیے سربلند اور اس کے اثرات دور رس ثابت ہوتے ہیں۔ تاریخ اصل بات سامنے لے آتی ہے کہ جیت کس کی ہوئی؟ کون سچائی و حق پرستی پر تھا اور کس نے باطل کا ساتھ دیا۔ یہی وہ بنیادی نکتہ ہے جو سلام نگاروں اور خصوصا" نصیر کے پیشِ نظر رہا ہے۔ ایک طرف اعلیٰ شخصیات سے عقیدت اور دوسری طرف اُن کی جرات اور بہادری کی صفات معاشرے کے افراد کے لیے حیاتِ ابدی کی کلید بن سکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ علمی اردو لغت (جامع)۔ مصنف۔ وارث سرہندی۔ ناشر۔ علمیکتبجا نہکبیر سٹریٹار دو بازار لاہور۔ سناشاعت۔ ن۔ د

۲۔ اردو شاعریکارتقا، جمیلا نجم، علمیکتابخانہ۔ لاہور، سن، ص ۸۵۔ ۳۸۴

۳۔ انٹرویو علامہ ساجد نقوی (پشاور)، ۲ جولائی ۲۰۲۲ء،

۴۔ ناصر علی، انٹرویو (پشاور)، غیر مطبوعہ، ۱۵۔ جولائی ۲۰۲۲

۵۔ مکالمہسرا جحسیناآغا، (کرمایجنسی، پاڑہچنار) ۳۔ اگست ۲۰۲ء، کرمایجنسی

۶۔ نصیر ترابی، لاریب، پیراماؤنٹ بکس (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ۲۰۱۷، ص ۸۱
۷۔ ایضاً، ص ۸۶
۸۔ ایضاً، ص ۸۸
۹۔ ایضاً، ص ۹۰
۱۰۔ ایضاً، ص ۹۳
۱۱۔ ایضاً، ص ۹۵
۱۲۔ ایضاً، ص ۱۰۲
۱۳۔ ایضاً، ص ۱۰۷
۱۴۔ ایضاً، ص ۱۰۹
۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱۶
۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۶
۱۷۔ ایضاً، ص ۱۲۰
۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲۱
۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲۴
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۳۱
۲۱۔ ایضاً، ص ۱۳۴
۲۲۔ ایضاً، ص ۱۴۲
۲۳۔ ایضاً، ص ۲۸۔۱۲۷